AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

عہد رسالت میں پیشوں کی تقسیم اور صحابہ کرامؓ کی مختلف پیشوں میں مہارت: تجزیاتی مطالعہ

The Division of Professions in the Prophetic Era and the Expertise of the Companions (May Allah Be Pleased with Them) in Various Professions: An Analytical Study

Dr. Hafiz Muhammad Safdar
Visiting Lecturer, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalnagar Campus, Pakistan.
Email: hafizmuhammadsafdariub@gmail.com

Abstract

This research paper examines the division of professions during the Prophetic era and the expertise of the Companions of the Prophet Muhammad (ﷺ) in various professions. The society of the Prophetic era consisted of people engaged in diverse lawful occupations, including trade, agriculture, horticulture, handicrafts, manufacturing, blacksmithing, construction, medicine, tailoring, barbering, butchery, transportation, guiding, writing, judiciary, and the administration of the public treasury (Bayt al-Mal). The Companions (رضي الله عنهم) demonstrated remarkable skills and professional competence in these fields while maintaining the Islamic principles of honesty, trustworthiness, hard work, and lawful earning. Companions such as Abu Bakr al-Siddiq, Umar ibn al-Khattab, Uthman ibn Affan, Abd al-Rahman ibn Awf, and al-Zubayr ibn al-Awwam were associated with trade, while Salman al-Farsi was known for his skills in handicrafts and various forms of craftsmanship. Khabbab ibn al-Aratt was skilled in blacksmithing, Talq ibn Ali demonstrated expertise in construction, al-Harith ibn Kaladah was known for his knowledge of medicine, and Zayd ibn Thabit excelled in writing, languages, judiciary, and Islamic legal matters. Other Companions were involved in agriculture, horticulture, animal herding, and other occupations essential for the economic and social well-being of the community.

The study demonstrates that Islam did not regard any lawful profession as inferior or dishonorable. Rather, honest work, professional skill, self-reliance, and service to society were regarded as valuable qualities. The professional diversity of the Companions contributed significantly to the economic strength, self-sufficiency, and social development of the early Muslim community. Their practical lives provide a valuable model for contemporary society by emphasizing vocational skills, dignity of labor, professional integrity and lawful means of livelihood.

Key words: Prophetic Era; Companions of the Prophet; Division of Professions; Lawful Earning; Trade; Agriculture; Horticulture; Handicrafts; Industry; Blacksmithing; Construction; Medicine; Tailoring; Writing; Judiciary; Bayt al-Mal; Professional Skills; Dignity of Labor; Self-Reliance; Honesty.

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کی ہے۔ عہد رسالت ﷺ میں معاشرہ مختلف پیشوں اور شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد پر مشتمل تھا۔ صحابہ کرامؓ میں بعض تجارت کے ماہر تھے، بعض زراعت اور

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

باغبانی سے وابستہ تھے، بعض دستکاری اور صنعت و حرفت میں مہارت رکھتے تھے، جبکہ کچھ افراد طب، تعلیم، قضا اور دیگر اہم ذمہ داریاں انجام دیتے تھے۔ اس پیشہ ورانہ تنوع نے اسلامی معاشرے کو مضبوط اور خود کفیل بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے محنت، حلال روزی اور اپنے پیشے میں دیانت داری کو بڑی اہمیت دی۔ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اپنے پیشوں کو نہ صرف ذریعۂ معاش بنایا بلکہ اخلاص، امانت اور خدمت خلق کو بھی اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔ عہد رسالت ﷺ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق متعدد حلال پیشے رائج تھے، جن میں صحابہ کرامؓ اپنی صلاحیت اور مہارت کے مطابق خدمات انجام دیتے تھے۔ ان میں سے چند نمایاں پیشے درج ذیل ہیں:

تجارت بحیثیت پیشہ:

جب رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کی امانت و صداقت کی شہرت کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ میرا تجارتی مال شام لے جائیں اور وعدہ کیا کہ عام شرکا سے دگنا معاوضہ دیں گی۔ آپ ﷺ نے یہ پیشکش قبول کی اور غلام میسرہ کے ساتھ شام گئے مال فروخت کیا، نفع بخش سودا کیا اور واپسی پر حضرت خدیجہؓ کو دگنا منافع حاصل ہوا۔ اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مقررہ مال سے دگنا پیش کیا۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد بھی حضرت خدیجہؓ کی تجارتی سرگرمیاں جاری رہیں اور اس میں رسول اکرم ﷺ بھی برابر کے شریک و سہیم ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد بھی مختلف اشیاء کی خرید و فروخت اور تجارت کے پیشے سے وابستہ تھی۔ جن میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ، سیدنا عمر بن خطابؓ، سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا عبد الرحمن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علی بن برہان الدین حلبي "السیرۃ الحلبیۃ" میں لکھتے ہیں:

كَانَ كُلٌّ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَ طَلْحَةَ بَزَّازًا۔[1]

ابو بکرؓ، عثمان بن عفانؓ، عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور طلحہؓ کپڑے کے تاجر تھے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ تجارت میں اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔ آپؓ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ آپؓ دوسرے ملکوں میں بھی تجارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ ہزاروں کا لین دین کرتے تھے۔ آپؓ کا قول ہے: الحمد للہ! میں قریش میں سب سے بڑا متمول تاجر تھا۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

كَانَ رَجُلاً تَاجِرًا فَكَانَ يَغْدُو كُلَّ يَوْمٍ السُّوقَ فَيَبِيعَ وَيَبْتَاعَ۔[2]

---

1 علي بن إبراهيم الحلبي، **السيرة الحلبية في سيرة الامين المامون**، (بيروت:دار المعرفة،1400ھ)1/449۔

[2] محمد بن سعد، **الطبقات الكبرى**، (بيروت:دار صادر،1968ء)3/186۔

آپؓ ایک تاجر آدمی تھے ہر روز صبح بازار جاتے وہاں خرید و فروخت کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت سے پہلے بھی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ اور ہجرت مدینہ کے بعد آپؓ نے مدینہ کے قریب سنح نامی مقام پر کپڑے کا کارخانہ لگالیا تھا۔ جہاں وہ دوسرے مزدوروں اور اجیروں کی مدد سے کپڑا تیار کرتے اور پھر اسے خود بازار میں فروخت کرتے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب آپؓ خلیفہ بنائے گئے تو اگلے ہی روز صبح کو تجارت کی غرض سے کپڑا اٹھائے ہوئے بازار کی طرف نکل پڑے۔ راستے میں حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کی کہ آپؓ تو مسلمانوں کے معاملات کے والی ہیں اور اسلامی حکومت کی باگ ڈور اور ذمہ داری آپ پر آگئی ہے آپ یہ کام کیسے کریں گے؟ سیدنا ابو بکر صدیق نے کہا کہ میں اگر کپڑا نہیں بیچوں گا تو اپنے بچوں کو کہاں سے کھلاؤں گا، پھر ان کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ:

((لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُونَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيه))[3]

بیشک میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ (تجارت) میرے اہل خانہ کی کفالت کے لیے کافی ہے لیکن اب میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول ہو گیا ہوں، لہٰذا اب میرے اہل و عیال بیت المال سے معاش حاصل کریں گے۔ اور ابو بکرؓ مسلمانوں کا مال تجارت بڑھاتا رہے گا۔

یعنی اب خلافت کے کام میں مصروف رہوں گا اور مسلمانوں کا حکمران ہونے کے ناطے اب بیت المال کے روپے پیسے سے تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ اسی طرح بہت سے صحابہ کرامؓ کپڑے کی تجارت کا پیشہ اپنائے ہوئے تھے۔ سوید بن قیسؒ بیان کرتے ہیں کہ:

((جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ))[4]

میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے (کچھ) کپڑا لے کر آئے۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ہم سے ایک شلوار کے بارے میں بھاؤ تاؤ کیا۔

---

[3] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعمله بیده، (القاهرة: دار الشعب، 1987ء) حدیث: 2070، 3/74۔

[4] محمد بن عیسی الترمذی، **السنن الترمذی**، کتاب البیوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1938ء)، حدیث: 1305، 3/598۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

صحابہ کرامؓ مختلف چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ چمڑے کی تجارت کرتے تھے۔ "اختیار شرح مختار" میں ہے:

عُمَرُ يَعْمَلُ فِي الْأَدِيْم۔[5]

حضرت عمر چمڑے کا کام کیا کرتے تھے۔

نیز بچپن میں اپنے والد کے اونٹ چرایا کرتے تھے اور جب کچھ بڑے ہوئے تو والد کے اونٹوں کے ساتھ ساتھ قبیلہ بنی مخزوم کے اونٹ بھی چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب اپنے اونٹوں کی چراگاہ کے مقام سے گزرے تو فرمایا میں اسی وادی میں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ عبد اللہ بن عمرؓ بقیع غرقد میں جو مدینہ منورہ کے قریب واقع ہے جہاں بازار لگا کرتا تھا وہاں اونٹوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ:

((ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ آخُذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَأُعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ))[6]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا کبھی دینار کے بدلے بیچتا اور درہم وصول کرتا تھا اور کبھی درہم کے بدلے بیچتا اور دینار وصول کرتا تھا۔ یعنی ایک کو دوسرے کے بدلے لیتا اور دیتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو راستے میں آپ ﷺ کی ملاقات مسلمانوں کے تجارتی قافلہ میں حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی جو کہ تاجر تھے اور شام میں تجارت کر کے واپس لوٹ رہے تھے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے:

((لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ))[7]

رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زبیرؓ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر نے نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔

تاجر صحابہ میں حضرت سیدنا عمّار بن یاسرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سعد بن عائذؓ بھی ہیں۔ حضرت سعد بن عائذؓ کے ذریعہ آمدن کے حوالے سے مذکور ہے کہ آپؓ قرظ درخت کے پتوں کی تجارت کرتے تھے۔ (قرظ کیکر کی طرح کا ایک درخت ہوتا ہے جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے)۔ ابن حجر عسقلانیؒ "الاصابۃ في تمییز الصحابۃ" میں لکھتے ہیں کہ:

---

[5] عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي، **الاختيار لتعليل المختار**، (بيروت: دار الكتب العلمية، 1426ھ) 4/182۔

[6] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد**، كتاب البيوع، باب فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ، حديث: 3356، 3/255۔

[7] محمد بن اسماعيل البخاری، **الجامع الصحيح البخاری**، كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبیﷺ وأصحابه إلى المدينة، حديث: 3906، 5/77۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

سَعْدُ بْنُ عَائِذٍ الْمُؤَذِّنُ، مَوْلَى عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍوَقِيلَ مَوْلَى الْأَنْصَارِوَيُقَالُ اسْمُ أَبِيهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْقَرَظِ، فَقِيلَ لَهُ: سَعْدُ الْقَرَظِ۔[8]

سعد بن عائذؓ مؤذن تھے جو حضرت عمار بن یاسرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور بعض کے نزدیک وہ انصار کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے والد کا نام عبد الرحمن تھا۔ وہ قرظ کی تجارت کرتے تھے اسی وجہ سے انہیں سعد القرظ کہا جاتا تھا۔

براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ سونے چاندی کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ابو منال سے روایت ہے کہ:

((سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ،عَنِ الصَّرْفِ فَقَالاَ كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم،عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلاَ بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلاَ يَصْلُحُ))[9]

میں نے حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے سونے چاندی کے بارے میں پوچھا: انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سونے چاندی کی خرید و فروخت کرتے تھے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سونے چاندی کی خرید و فروخت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نقد ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

حضرت ابو سفیانؓ صخر بن حرب تجارت پیشہ سے وابستہ تھے ان کی معاشی پوزیشن اس قدر مضبوط تھی کہ وہ اپنا سرمایہ تاجروں کو تجارت کے لیے دیا کرتا تھا۔ قریش کے دوسرے سردار بھی اپنا مال آپ کے حوالے کرتے کیونکہ آپ کو تجارتی حکمت عملی اور خارجی سیاست کا خاصا تجربہ تھا۔ آپ ہر سال سرداران قریش کا مال تجارت لے کر مختلف ممالک میں جاتے تھے۔ ابن عبد البر "الاستیعاب" میں ابو سفیانؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كَانَ أَبُو سُفْيَانَ تَاجِرًا يُجَهِّزُ التُّجَّارَ بِمَالِهِ وَأَمْوَالِ قُرَيْشَ إِلَى الشَّامِ وَغَيْرِهَا مِنْ أَرْضِ العَجَمِ۔[10]

ابو سفیان تاجر تھا جو اپنے اور قریش کے مال سے تاجروں کو شام اور دیگر عجم (غیر عرب) علاقوں کی طرف بھیجتا تھا۔

---

[8] احمد بن علي بن حجر العسقلاني، **الإصابة في تمييز الصحابة**، (بيروت:دار الجيل، 1412ھ) 3/65۔

[9] محمد بن اسماعيل البخاری، **الجامع الصحيح البخاری**، كِتَاب بَدْءِ الْوَحِي، باب التِّجَارَةِ فِي الْبَرِّ، حديث:2061، 3/72۔

[10] يوسف بن عبد الله بن عبد البر، **الاستيعاب في معرفة الصحابه**، (مصر:مركز هجرللبحوث والدراسات العربية والاسلامية، 2019ء) 4/234۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

بہت سے صحابہ کرامؓ کا تجارت کو بطور پیشہ اختیار کرنا بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ عہد رسالت مآب میں موجود دیگر ذرائع معاش کا بھی اگر تقابل کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کی زیادہ تعداد تجارت پیشہ سے منسلک تھی۔ مکہ مکرمہ میں چونکہ کاشتکاری ممکن نہ تھیں اس لیے وہاں کے لوگوں نے تجارت کو ہی بطور پیشہ اختیار کیا۔

اسلحہ سازی کا پیشہ:

مدینہ منورہ کے بازار میں اسلحہ سازی کے وسائل کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ منجنیق، دبابہ اور کمان بنانا جانتے تھے۔ بالخصوص عربوں کے ہاں منجنیق سازی کا فن حضرت سلمان فارسیؓ کے ذریعے ہی پہنچا۔ سب سے پہلا دبابہ (ٹینک) جو اسلام میں بنایا گیا تھا وہ طائف میں استعمال کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ عبد الحیٔ الکتانیؒ "التراتیب الاداریۃ" میں لکھتے ہیں:

أَوَّلُ دَبَّابَةٍ صُنِعَتْ فِي الإِسْلَامِ دَبَّابَةٌ صُنِعَتْ عَلَى الطَّائِفِ حِينَ حَاصَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔[11]

اسلام میں سب سے پہلی دبابہ طائف کے موقع پر بنائی گئی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے اس کا محاصرہ کیا۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں مسلمانوں نے جنگی حکمت عملی میں صرف بہادری ہی نہیں بلکہ تدبیر اور ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا۔ طائف کے محاصرے کے دوران اس طرح کی دبابہ کا استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اس زمانے میں بھی جنگ کے جدید طریقے اور آلات استعمال کرتے تھے اور اپنی ضرورت کے مطابق نئے وسائل اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اسی طرح طائف کے محاصرے میں منجنیق کو بھی حضور نبی اکرم ﷺ نے استعمال فرمایا تھا۔ عبد الحیٔ الکتانیؒ "نظام الحکومۃ النبویۃ" میں لکھتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِالْمَنْجَنِيقِ رَسُولُ اللَّهِ أَهْلَ الطَّائِفِ دَخَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ تَحْتَ دَبَّابَةٍثُمَّ رَجَعُوا بِهَا إِلَى جِدَارِ الطَّائِفِ لِيُحَرِّقُوهُ۔[12]

سب سے پہلے منجنیق سے حملہ کرنے والے رسول اللہ ﷺ تھے اور یہ حملہ اہل طائف پر کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ ایک ڈھال نما جنگی آلے (دبابہ) کے نیچے داخل ہوئے پھر وہ اسے لے کر طائف کی دیوار کے قریب پہنچے تاکہ اسے جلائیں۔

بہت سے صحابہ کرامؓ اس پیشے کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے دو صحابہ کرامؓ حضرت عروہ بن مسعودؓ اور حضرت غیلان بن اسلمؓ کو 8 ہجری میں بیرون ملک روانہ کیا جو وہاں دبابے، منجنیق اور جنور کی صنعت سیکھ رہے تھے۔

---

[11] عبد الحي الكتاني، **نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية**، (بيروت: دارالكتاب العربي، س ن) 1/375۔

[12] الكتاني، **نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية**، 1/375۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

لوہار کا پیشہ:

عہد رسالت کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ کئی صحابہ کرامؓ مختلف پیشوں سے وابستہ تھے جن میں لوہار بھی شامل تھا۔ صحابہ کرامؓ جنگی ساز و سامان، خاص طور پر ہتھیاروں کی تیاری میں بھی ماہر تھے جو اسلام کے دفاع میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ اسد الغابہ میں اس حوالے سے حضرت خباب بن ارتؓ کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

كانَ خَبَّابٌ قَيْنًا يَطْبَعُ السُّيُوفَ وكانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْلَفُهُ وَيَأْتِيهِ۔[13]

خبابؓ لوہار تھے تلواریں بنایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ان سے بہت اُلفت رکھتے تھے اور ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔

مکہ کی ایک قریشی خاتون جنہیں ام انمار کہا جاتا تھا نے انہیں غلامی سے آزاد کر کے یہ ہنر سکھایا اور اپنی دکان پر لگایا۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تیر تراشنے کا کام کرتے تھے۔ علی بن برہان الدین حلبی "السیرۃ الحلبیۃ" میں لکھتے ہیں:

كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَصْنَعُ النَّبْلَ۔[14]

سعد بن ابی وقاصؓ تیر بناتے تھے۔

ابو سیفؓ لوہار تھے اور بھٹی پر لوہا پگلا کر بروئے کار لاتے تھے۔ "مسند احمد بن حنبل" میں حضرت انسؓ کی روایت مذکور ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيم قَالَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ))[15]

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آج رات کو میرے گھر میں بچہ پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے جد امجد کے نام پر ابراہیم رکھا اور پھر میں نے اسے ام سیفؓ کی تحویل میں دے دیا جو ابو سیف لوہار کی زوجہ تھی۔

مذکورہ بالا ابحاث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پیشہ بھی عہد رسالت میں موجود تھا اور بہت سے صحابہ کرامؓ نے اس پیشے کو اختیار کر کے اس سے اپنی روزی کا سامان کیا۔

معمار کا پیشہ:

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نہ صرف ایمان، تقویٰ اور اخلاص کے پیکر تھے بلکہ عملی زندگی کے مختلف میدانوں میں بھی مہارت

---

[13] علی بن محمد الجزری ابن اثیر، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، س ن) 2/148۔

[14] علي بن إبراهيم الحلبي، **انسان العيون فی سيرة الامين المامون**، (بيروت: دار المعرفة، 1400ھ) 1/449۔

[15] احمد بن حنبل الشيباني، **مسند الإمام احمد بن حنبل**، باب مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، (القاهرة: مؤسسة قرطبة، 1421ھ) حدیث: 13037، 3/194۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

رکھتے تھے۔ ان میں کچھ صحابہ کرامؓ فن تعمیر میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر مسجد قبا اور مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی۔ یہ مقدس تعمیرات صرف عبادت گاہیں ہی نہیں تھیں بلکہ اسلامی معاشرت، اتحاد اور اخوت کی عملی علامت بھی تھیں۔ ان تعمیرات میں تمام صحابہ کرامؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہی اصحاب میں حضرت طلق بن علیؓ بھی شامل تھے جنہوں نے نہ صرف جوش و جذبے سے شرکت کی بلکہ تعمیرات کے میدان میں اپنی مہارت کے باعث نمایاں کردار ادا کیا۔ "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں ابن حجر لکھتے ہیں:

أَنَّهُ بَنَى مَعَهُمْ فِي الْمَسْجِدِفَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَرِّبُوا لَهُ الطِّينَ فَإِنَّهُ أَعْرَفُ۔[16]

وہ (یعنی طلق بن علی) صحابہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں شریک ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے قریب مٹی (گارا) لاؤ کیونکہ یہ اس کام کے زیادہ ماہر ہیں۔

انہی میں دو جلیل القدر صحابہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت قبر کی تیاری جیسے نازک اور بابرکت کام کے لیے منتخب کیا گیا۔ حضرت ابو طلحہؓ مدینہ کے انداز پر لحد کھودنے میں مہارت رکھتے تھے جب کہ حضرت ابو عبیدہؓ مکہ کے طریقے یعنی ضرح کے ماہر تھے۔ "المسند" میں مذکور ہے کہ:

((لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺوَكانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ يُضْرِحُ كَحَفْرِ أَهْلِ مَكَّةَوَكانَ أَبُو طَلْحَةَ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ يَحْفِرُ لِأَهْلِ المَدِينَةِفَكانَ يُلْحِدُفَدَعا العَبَّاسُ رَجُلَيْنِ فَقالَ لِأَحَدِهِماذْهَبْ إِلى أَبِي عُبَيْدَةَ، وَلِلآخَرِاذْهَبْ إِلى أَبِي طَلْحَةَاللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ قالَ فَوَجَدَ صاحِبُ أَبِي طَلْحَةَ أَبَا طَلْحَةَفَجاءَ بِهِ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ))[17]

جب صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کے لئے قبر مبارک کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہؓ شق (صندوقی) قبر کھودتے تھے اور حضرت طلحہؓ اہل مدینہ کے لیے لحد (بغلی) قبر کھودتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلایا ایک کو حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجا اور دوسرے کو حضرت ابو طلحہؓ کے پاس بھیجا اور پھر حضرت عباسؓ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے پیغمبر کے لیے جو بہتر ہو اس کو پسند فرما چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ کے پاس جانے والے آدمی کو حضرت ابو طلحہؓ مل گئے اور وہ ان کو لے کر آگیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی۔

---

[16] احمد بن علي بن حجر العسقلاني، **الإصابة في تمييز الصحابة**، (بيروت:دار الجيل،1412ھ)3/538۔

[17] أحمد بن حنبل الشيباني، **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، باب مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه، حديث:39، 1/8۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت ابو طلحہؓ نہ صرف ماہر قبر کن تھے بلکہ تعمیراتی امور میں بھی نمایاں مہارت رکھتے تھے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر دونوں جلیل القدر صحابہؓ نے خندق کی کھدائی میں بھرپور حصہ لیا۔

دست کاری کا پیشہ:

عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کسب معاش کے حصول کے لیے دستکاری اور مختلف ہنر مندی کے کام بھی انجام دیتے تھے۔ "الطبقات الکبری" میں مصنف حضرت سلمانؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

أَشْتَرِي خُوصًا بِدِرْهَمٍ،فَأَعْمَلُهُ، فَأَبِيعُهُ بِثَلاَثَةِ دَرَاهِمَ فَأُعِيدُ دِرْهَمًا فِيهِ وَأَنْفِقُ دِرْهَمًا عَلَى عِيَالِي وَأَتَصَدَّقُ بِدِرْهَمٍ،وَلَوْ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهَانِي عَنْهُ مَا انْتَهَيْتُ۔[18]

میں ایک درہم کا خوص (یعنی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چیزیں) خرید تا ہوں پھر اسے اپنے ہاتھ سے تیار کرتا ہوں اور تین درہم میں فروخت کر دیتا ہوں۔ پھر ان میں سے ایک درہم دوبارہ اسی کام میں لگا دیتا ہوں، ایک درہم اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لیے خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم صدقہ کر دیتا ہوں اور اگر عمر بن خطابؓ بھی مجھے اس کام سے منع کرتے تو بھی میں باز نہ آتا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ:

يَقطَعُ عَلَى لِحَافِ ثَعَالِبَ ثَوْبًا۔[19]

وہ لحاف ثعالب سے ایک کپڑا اسلائی کر رہے تھے۔

یہ روایات اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ مختلف پیشوں میں مہارت رکھتے تھے اور معاشرے کی معاشی ضروریات پوری کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے تھے۔

راعی کا پیشہ:

مدینہ منورہ میں متمول اور کھاتے پیتے گھرانوں میں دودھار مویشیوں کے ریوڑ کے ریوڑ ہوتے تھے۔ جن کو گھروں میں چارہ دیا جاتا تھا اور اونٹنیوں کو بالخصوص چراگاہوں میں چروائی کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ اس روایت عرب کی بنا پر مختلف مقامات میں چراگاہیں وجود میں آئی تھیں جو اپنے اپنے مالکوں کی ملکیت ہوتی تھیں۔ زیادہ تر مویشی چراگاہوں اور باڑوں میں ہی رکھے جاتے تھے۔ دودھار جانوروں اور گوشت کے مویشیوں کی خاطر ایک خاص طبقہ چرواہا وجود میں آگیا تھا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے بکریاں چرائیں اور

[18] ابن سعد، **طبقات الکبری**، 4/89۔

[19] ابن سعد، **طبقات الکبری**، 3/256۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ وہ اسے نہ عیب سمجھتے تھے نہ باعث شرمندگی بلکہ حلال روزی کمانے کو فخر کا ذریعہ سمجھتے تھے کیونکہ ان کا زمانہ سادگی، قناعت اور حلال روزی پر مبنی تھا۔ یہ پیشہ اس وقت نہ صرف عام تھا بلکہ معزز بھی سمجھا جاتا تھا۔ ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقیؒ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی ذاتی ملکیت میں سات اونٹنیاں تھیں جن کو حضرت ام ایمنؓ چراتی تھیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ بھی بکریاں چراتے تھے۔[20]

عبداللہ ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ کے ظہور سے پہلے مکہ کے ایک سردار عقبہ بن ابی معیط کے چرواہے تھے۔ "الطبقات الکبریٰ" کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ غُلَامًا يَافِعًا أَرْعَى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَقَدْ فَرَّا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَايَا غُلَامُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ لَبَنٍ تَسْقِيَنَافَقُلْتُ إِنِّي مُؤْتَمَنٌ وَلَسْتُ سَاقِيَكُمَا۔[21]

میں ایک نوجوان لڑکا تھا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ (کفار مکہ کے ظلم سے) بچ کر آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے لڑکے کیا تمہارے پاس کچھ دودھ ہے کہ ہمیں پلا دو؟ میں نے کہا: میں امانت دار ہوں اور آپ دونوں کو دودھ نہیں پلا سکتا۔

غزوہ خیبر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے کچھ قلعوں کا محاصرہ کیا تو اس وقت حضرت اسلم حبشیؓ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ وہ ایک یہودی شخص عامر کے غلام تھے اور اس کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بکریاں چرانا ہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ حضرت اسلمؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام کی تعلیم دی جسے سن کر وہ مسلمان ہو گئے۔ ابو الحسن علی بن محمد الجزری ا"اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں لکھتے ہیں:

أَسْلَمُ ٱلْحَبَشِيُّ ٱلْأَسْوَدُ كَانَ رَاعِيًا لِيَهُودِيٍّ يَرْعَى غَنَمًا لَهُ۔[22]

اسلم جو ایک سیاہ فام حبشی تھا ایک یہودی کے لیے چرواہا تھا اور اس کے لیے بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا۔

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہؓ رسول اللہ ﷺ کی بکریاں اور اونٹ چرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو چرانے میں صحابہ کرامؓ کی باریاں مقرر تھیں جب حضرت مغیرہؓ کی باری آئی تو وہ آپ ﷺ کے اونٹ چرایا کرتے تھے۔ ابو الحسن الخزاعی

---

[20] یٰسین مظہر صدیقی، **عہد نبوی میں تمدن**، (لاہور: دارالنوادر) 263۔

[21] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، 3/151۔

[22] ابن اثیر، **اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ**، 1/213۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

اپنی کتاب "تخریج الدلالات السمعیۃ" میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ٱلْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ يَرْعَى فِي نَوْبَتِهِ رِكَابَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ رِعَايَتُهَا نُوَبًا عَلَىٰ أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[23]

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے سواری کے جانور چرایا کرتے تھے اور ان جانوروں کی چرائی (دیکھ بھال) صحابہ کرامؓ کے درمیان باری باری تقسیم کی گئی تھی۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ مال و دولت ہونے کے باوجود کسی بھی پیشہ کو اختیار کرنے میں شرم و عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

طب کا پیشہ:

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی ماہر طبیب موجود تھے جو اپنی طبی مہارت کا عملی طور پر اظہار کرتے تھے۔ انہی میں حضرت حارث بن کلدہؓ ایک نمایاں طبیب تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جب میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے علاج کے لیے حارث بن کلدہؓ کے پاس بھیجا۔ ابو داود کی روایت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں:

((فَقَالَ إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْئُودٌ ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ))[24]

آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دل میں بیماری ہے تم حارث بن کلدہؓ کے پاس جاؤ جو طب کو جانتا ہے۔

حضرت حارث بن کلدہؓ قدیم عرب معاشرے کے پہلے ماہر طبیب تھے جنہوں نے فارس اور یمن سے فن طب سیکھا۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں ان کے علاج کا اعتماد پایا۔ ان کا شمار عربوں کے ممتاز طبی ماہرین میں ہوتا ہے اور انہیں تاریخی طور پر "طبیب العرب" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح "سنن ابی داؤد" میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ:

((بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا))[25]

نبی کریم ﷺ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کے پاس ایک طبیب کو بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کاٹی (یعنی فصد کیا)۔

---

[23] علي بن محمد الخزاعي، **تخريج الدلالات السمعية له من الحرف والصنائع والعمالات**، (بيروت:دار الغرب الإسلامي، 1985ء) 1/466۔

[24] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد**، كِتَاب الطِّبِّ، باب فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ، حديث:3877، 4/8۔

[25] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد**، كِتَاب الطِّبِّ، باب في قطع العرق وموضع الحجم، حديث:3864

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

ایک اور مقام پر حضرت عبد الرحمن بن عثمانؓ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ؟، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا))[26]

ایک معالج نے مینڈک کے متعلق نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اسے دوا میں ڈال لیا کرے تو نبی کریم ﷺ نے اس طبیب کو مینڈک کے قتل سے منع کر دیا۔

ان روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ میں طب کا شعبہ باقاعدہ طور پر موجود تھا اور صحابہ کرامؓ میں متعدد افراد اس فن میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ اپنی طبی قابلیت اور تجربے کی بنیاد پر مریضوں کے علاج معالجے کی خدمات انجام دیتے تھے۔

درزی کا پیشہ:

صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے جاں نثار ساتھی تھے جو ہر شعبہ زندگی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان میں کچھ صحابہ کرامؓ درزی کے پیشے سے بھی منسلک تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ کی حضرت عثمان بن طلحہؓ کے حوالے سے روایت ہے:

((إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ))[27]

ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپ ﷺ کے لئے تیار کیا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی دعوت میں گیا اس نے آپ ﷺ کے سامنے روٹی شوربا جس میں کدو تھا اور بھنا ہوا گوشت رکھا، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے چاروں طرف سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں اس دن سے برابر کدو کو پسند کرنے لگا۔

آپؓ کے والد طلحہ بن ابی طلحہ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہؓ کو بیت اللہ کی چابی سونپی تھی۔ آپؓ درزی کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے اور اسی فن سے اپنی روزی کماتے تھے۔

---

[26] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد**، كِتَاب الطِّبِّباب في الأدوية المكروهة، حديث:3871

[27] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، كِتَاب الْبُيُوعِ، بَابُ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ، حدیث :2092، 3/79۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

خریت کا پیشہ:

عربی زبان میں خریت، گائیڈ اور راستہ بتانے والے ماہر شخص کو کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔ اس سفر کے دوران انہوں نے ایک ماہر راہ شناس (گائیڈ) کو اجرت پر رکھا تا کہ وہ انہیں محفوظ راستے سے مدینہ پہنچادے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

((اسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا))[28]

نبی کریم ﷺ اور ابو بکر نے بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔ اور اسے بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا۔

قبیلہ دیل کے اس مزدور کا نام عبد اللہ بن اریقط تھا۔ وہ صحرائی راستے کا ماہر تھا اور بلاد عرب کے جغرافیہ سے پورے طور پر واقف تھا۔ مدینہ منورہ میں بھی خریت کے پیشے سے منسوب افراد موجود تھے جو مختلف ممالک کی جانب سفر کرنے والے تجارتی قافلوں کی رہنمائی کا کام سرانجام دے کر اپنی مزدوری وصول کرتے تھے۔

حلاق کا پیشہ:

حجامت بنانے والے کے لئے عربی میں حلاق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم پر کچھ بال ایسے پیدا کئے ہیں کہ ان کے مونڈنے اور کاٹنے کا حکم ہے۔ اب ہر آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے تمام بال خود تراش کر حجامت کر لے اس کے لئے دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہؓ کے بارے میں روایت ہے کہ:

((مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ، فَقَالَ: أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟، قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ، ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ))[29]

نبی کریم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے سر کی جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے حجام بلوایا اور اس نے میرا سر مونڈ دیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے فدیہ ادا کر دینے کا حکم فرمایا۔

---

[28] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب الإجارة، باب استئجار المشرکین عند الضرورة، حدیث: 2263، 3/116۔

[29] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب المرضی .باب ما رخص للمریض أن یقول إني وجع، أو وارأساه، أو اشتد بي الوجع، حدیث : 5665، 7/154۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے منقول ہے کہ:

((أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ: لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ، فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا))[30]

نبی اکرم ﷺ نے جعفر کے گھر والوں کو تین دن کی مہلت دی پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر تم نہ رونا پھر فرمایا: میرے پاس میرے بھتیجوں کو بلاؤ تو ہمیں آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، ایسا لگ رہا تھا گویا ہم چوزے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: حجام کو بلاؤ اور آپ ﷺ نے اسے حکم دیا تو اس نے ہمارے سر مونڈے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ پیشہ (حجام) عام تھا اور کئی صحابہؓ نے رسول کریم ﷺ کی اس خدمت کی سعادت حاصل کی۔۔ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ:

((قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ))[31]

میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے کاٹے تھے۔

ایک روایت کے مطابق جب صلح حدیبیہ ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کرنے، احرام کھولنے سر منڈوانے یا بال ترشوانے کا حکم دیا تو اس موقع پر خود اپنا سر بھی منڈوایا اور یہ سعادت حضرت سلمان فارسیؓ کے ہاتھ آئی۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ابولبابہؓ بھی یہ ذمہ داری نبھاتے تھے۔

جزار اور لحام کا پیشہ:

الجزار عربی زبان میں ذبح کرنے والے کو اور اللحام گوشت بیچنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اُردو زبان میں اس پیشے کے اختیار کرنے والے کو قصائی کہا جاتا ہے۔ حضرت زبیرؓ جزّار تھے یعنی گوشت فروشی کا کام کرتے تھے۔ سیدنا زبیر بن عوام ؓ کا ذبیحہ خانہ مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ علی بن برہان الدین حلبي "السیرۃ الحلبیۃ" میں لکھتے ہیں:

((كَانَ الزُّبَيْرُ جَزَّارًا))[32]

---

[30] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد** ،كتاب الترجل،باب في حلق الرأس،حديث:4192، 4/133۔

[31] محمد بن اسماعيل البخارى،**الجامع الصحيح البخارى**، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال،حديث: 1730، 2/213۔

[32] علي بن إبراهيم الحلبي،**انسان العيون فى سيرة الامين المامون**،(بيروت:دار المعرفة،1400ھ)1/449۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

حضرت زبیرؓ قصائی تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت زبیر بن عوامؓ کے ذبیحہ خانہ (گوشت کی دوکان) پر آئے۔ اس وقت مدینہ منورہ میں وہی ایک ذبحہ خانہ تھا۔ اسی طرح ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ

((جَاءَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ، فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ: اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً؟ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ))[33]

انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب تھی تشریف لائے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا۔ فرمایا کہ میرے لیے اتنا کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کے لیے کافی ہو۔ میں نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ چار اور آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا۔

حمال کا پیشہ:

عربی زبان میں بوجھ ڈھونے والے کو حمال کہتے ہیں۔ یہ پیشہ بھی عہد نبوی ﷺ میں موجود تھا اور بازاروں میں بعض مزدور اُجرت پر دوسروں کا بوجھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ سیدنا ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا" أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ، وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ، قَالَ: مَا تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ))[34]

رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو بعض لوگ بازاروں میں جا کر بوجھ اٹھاتے جن سے ایک مد مزدوری ملتی (وہ اس میں سے بھی صدقہ کرتے) آج ان میں سے کسی کے پاس لاکھ لاکھ (درہم یا دینار) موجود ہیں۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر حضرت سعید بن ربیعؒ فرماتے ہیں کہ:

((كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا))[35]

---

[33] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب البیوع، باب ما قیل فی اللحام والجزار، حدیث:2081، 3/76۔

[34] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب الإجارة، باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره. ثم تصدق به وأجرة الحمال، حدیث:2273، 3/120۔

[35] مسلم بن الحجاج النیسابوري، **الجامع الصحیح المسلم**، کتاب الزکاة، باب الحمل باجرة يتصدق بها والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل، (بیروت: دار الجیل، س ن)، حدیث:2356

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

ہم اپنی کمروں پر بوجھ لادا کرتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں بوجھ اٹھانے اور اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا پیشہ باقاعدہ طور پر موجود تھا اور بعض صحابہ کرامؓ ضرورت کے وقت اجرت پر یہ کام بھی انجام دیتے تھے۔

کاشت کاری کا پیشہ:

احادیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ کاشتکاری کا پیشہ حضرت آدمؑ سے منسوب ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں بھی مدینہ طائف اور دیگر علاقوں میں لوگ کاشتکاری کرتے تھے۔ چند صحابہ کرامؓ بھی ایسے تھے جنہوں نے براہ راست یا بالواسطہ طور پر کاشتکاری کو اپنایا۔ صحیح بخاری میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى))[36]

ایک انصاری آدمی نے زبیرؓ سے نبی کریم ﷺ کے پاس جھگڑا کیا مدینہ کی وادی "حرہ" کے اس نہری پانی کے سلسلے میں جس سے وہ لوگ کھجوروں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تاکہ نیچے بہہ جائے لیکن زبیرؓ نے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس جھگڑا لے کر آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ سے فرمایا اے زبیر! پہلے تم اپنے باغ کو پانی دو پھر پانی اپنے پڑوسی (یعنی انصاری) کے لیے چھوڑ دو۔

اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن اسودؒ حضرت عبد الرحمن بن زیدؓ کے ساتھ کاشتکاری کرتے تھے۔ امام بخاری اس روایت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

((قالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الأَسْوَدِ: كُنْتُ أُشارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ زَيْدٍ فِي الزَّرْعِ))[37]

حضرت عبد الرحمن بن اسودؒ کہتے ہیں میں عبد الرحمن بن زیدؓ کا زراعت میں شریک کار تھا۔

ابو الحسن الجزری "اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ" میں حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كَانَ أَبِي صَاحِبَ ضَيْعَةٍوَكَانَ لَهُ بِنَاءٌ يُعَالِجُهُ زَادَ ابْنُ إِدْرِيسَ فِي حَدِيثِهِ فِي دَارِهِ فَقَالَ لِي يَوْمًايَا بُنَيَّ قَدْ

---

[36] محمد بن اسماعیل البخاري، **الجامع الصحیح البخاری**، كِتَاب الشُّرْبِ والْمُسَاقَاةِ، بَابُ سَكْرِ الأَنْهَارِ، حدیث:2360، 3/145۔

[37] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب المزارع، باب المزارعة بالشتر و نحوه، حدیث:2327، 3/137۔

شَغَلَنِي مَا تَرَى فَانْطَلِقْ إِلَى الضَّيْعَةِوَلا تَحْتَبِسْ فَتَشْغَلَنِي عَنْ كُلِّ ضَيْعَةٍ بِهَيِّي بِكَ فَخَرَجْتُ لِذَلِكَ۔[38]

میرے والد ایک زمیندار تھے اور ان کے پاس ایک عمارت (یا مکان) تھا جس کی وہ خود دیکھ بھال کرتے تھے۔ ابن ادریس نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ وہ عمارت ان کے گھر میں تھی تو ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو میں کاموں میں مشغول ہو گیا ہوں اس لیے تم زمین کی طرف چلے جاؤ اور وہاں ٹھہرنا مت ورنہ تمہاری وجہ سے میری ساری زمینوں سے توجہ ہٹ جائے گی۔ میں اس لیے نکل گیا۔

تاہم بعض روایات میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ آپؒ پارچہ بافی (کپڑا بننے) کا کام بھی کرتے تھے۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے آپؒ نے معاشی بہتری یا اضافی آمدنی کے لیے پارچہ بافی کو بطور ضمنی پیشہ اختیار کیا ہو۔ مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔ حضرت علیؓ، سعد بن مالکؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، عمر بن عبد العزیزؒ، قاسم، عروہ، آل ابو بکر، آل عمر، آل علی اور ابن سیرین یہ سب اپنی زمینیں اسی طرح کاشت پر دیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے خیبر کے یہود کی زمینوں پر انہیں برقرار رکھا تاکہ وہ وہاں کاشتکاری کریں۔

باغبانی کا پیشہ:

عہدِ نبوی ﷺ اور خلافت راشدہ کے زمانے میں یہ بات واضح طور پر روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاس اپنے ذاتی باغات اور زمینیں موجود تھیں۔ وہ ان باغات میں خود محنت کرتے اور ان سے حاصل ہونے والی پیداوار سے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ کے حوالے سے صحیح بخاری میں انس بن مالکؓ کی روایت ہے:

((أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ))[39]

انصار مدینہ میں حضرت ابو طلحہؓ کے پاس سب سے زیادہ کھجوروں کے باغات تھے اور اپنے سارے باغات میں انہیں بیر حاباغ سب سے پسند تھا جو مسجد نبوی ﷺ کے سامنے تھا۔

طالب ہاشمی "سیرت میزبان رسول ﷺ" میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ایک دن رسول اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ہمراہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ

---

[38] ابن اثیر، **اسد الغابه فی معرفة الصحابه**، 2/511۔

[39] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الأقارب، حدیث:1461، 2/148۔

کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ابو ایوبؓ اپنے کھجوروں کے باغ میں تھے۔ آپؓ کا باغ گھر کے قریب ہی تھا۔ آپؓ نے جب رسول اکرم ﷺ کی آواز سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر دوڑتے ہوئے گھر آئے اور یہ گچھا مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ساتھ ہی ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کروا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔[40]

اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابو ایوبؓ کے گھر سے ملحقہ ایک کھجوروں کا باغ ان کی ذاتی ملکیت تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ باغبانی کے پیشے سے وابستہ تھے اور یہی آپؓ کا بنیادی ذریعہ معاش تھا۔

اراضی کی ٹھیکہ داری کا پیشہ:

روایات اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ جن صحابہ کرامؓ کے پاس زرعی زمینیں موجود تھیں وہ ان زمینوں کو کاشت کاری کے لیے دوسروں کو ٹھیکے پر دیا کرتے تھے تاکہ وہ لوگ کھیتی باڑی کر کے اپنی اور اپنے خاندان کی معاشی ضروریات پوری کر سکیں۔ جب مہاجرین نے مدینہ ہجرت کی تو ان کے پاس روزگار یا معاش کا کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔ اس موقع پر انصار نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ ان کی زمینیں مہاجرین میں تقسیم کر دی جائیں، لیکن آپ ﷺ نے یہ تجویز قبول نہ فرمائی۔ اس کے بعد انصار نے خود پیشکش کی کہ مہاجرین ہماری زمینوں پر کام کریں اور اس کے بدلے ہم انہیں پیداوار میں شریک کر لیں گے۔ اس طرح انصار نے اپنی زمینیں مہاجرین کو بٹائی پر دے دیں اور مہاجرین نے ان زمینوں پر محنت کر کے زراعت شروع کی۔ سنن ابو داؤد میں رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ:

((إِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حِجْرِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَخِي عِمْرَانُ بْنُ سَهْلٍ فَقَالَ أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلَانَةَ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ))[41]

میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی کفالت میں ایک یتیم تھا۔ میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا۔ ایک مرتبہ میرے بھائی عمران بن سہل آئے اور کہا: ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم کے عوض کرائے (کاشتکاری) پر دے دی ہے۔

یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت رافع بن خدیجؓ کے پاس اپنی زرعی زمینیں تھیں جنہیں وہ کاشت کاری کے لیے دوسروں کو ٹھیکے پر دیا کرتے تھے۔ جن لوگوں کے پاس اپنی زمینیں نہیں ہوتی تھیں وہ دوسروں کے کھیتوں میں مزدوری کر کے روزی کماتے تھے۔

---

[40] طالب ہاشمی، **سیرت میزبان رسول ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری**، (لاہور: طہ پبلی کیشنز، 2012ء) 205۔

[41] ابو داؤد سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داؤد**، كِتَاب الْبُيُوعِ، باب فِي التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ، حديث: 3403، 3/270۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

اس دور میں زرعی زمینیں آمدنی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ سمجھی جاتی تھیں اور ان سے حاصل ہونے والی پیداوار سے لوگ اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔

کتابت و قضا کا پیشہ:

عہد رسالت میں پڑھے لکھے صحابہ کرامؓ اس شعبے سے وابستہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن سعید بن عاصؓ کو مدینہ میں کتابت کی تعلیم دینے کے لیے مقرر کیا۔ "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں ابن حجر لکھتے ہیں:

عبدُ اللهِ بنُ سعيدِ بنِ العاصِ اسمُهُ الحَكَمُ فسمّاهُ النّبيُّ ﷺ عبدَ اللهِ وأمرَهُ أن يُعلِّمَ الكِتابَ بالمدينةِ وكانَ كاتِبًا۔[42]

عبد اللہ بن سعید بن عاصؓ ان کا نام حکم تھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا اور آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ میں لوگوں کو کتابت (لکھنا پڑھنا) سکھائیں اور وہ ایک لکھنے والے (کاتب) تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ نبی کریم ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ وحی لکھنے کے ساتھ ساتھ وہ حضور ﷺ کے ترجمان بھی تھے۔ آپ ﷺ جب مختلف بادشاہوں کو خطوط بھیجتے یا ان کے خطوط کے جوابات لکھواتے تو حضرت زیدؓ یہ ذمہ داری نبھاتے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا کیونکہ یہودیوں کے خطوط سریانی زبان میں آتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے صرف سترہ دن میں یہ زبان سیکھ لی۔ "المستدرک علی الصحیحین" میں روایت ہے:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَتُحْسِنُ السُّرْيَانِيَّةَ؟ فَقُلْتُ: لاَ قَالَ: فَتَعَلَّمْهَا، فَإِنَّهُ يَأْتِينَا كُتُبٌ فَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا))[43]

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم سریانی زبان جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اسے سیکھ لو کیونکہ ہمارے پاس اس زبان میں خطوط آتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہ زبان سترہ دن میں سیکھ لی۔

اس کے علاوہ حضرت زید بن ثابتؓ کو فارسی، رومی، قبطی اور حبشی زبانیں بھی آتی تھیں جو انہوں نے مدینہ میں مختلف زبانیں بولنے والوں سے سیکھیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ مدینہ میں قضاء، فتویٰ، قراءت اور فرائض (وراثت کے مسائل) کے ماہر تھے حضرت

---

[42] العسقلانی، **الاصابہ فی تمیز الصحابہ**، 2/102۔

[43] محمد بن عبدالله الحاكم النيسابوري، **المستدرك على الصحيحين**، باب ذكر مناقب زيد بن ثابت كاتب النبي ﷺ (بیروت: دار الكتب العلمية، 1990ء) حدیث: 5781، 3/477۔

عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں باقاعدہ قاضی اور مفتی کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں حضرت زید بن ثابتؓ کے حوالے سے مذکور ہے:

كانَ زَيْدٌ رَأْسًا بِالْمَدِينَةِ فِي الْقَضَاءِ وَالْفَتْوَى وَالْقِرَاءَةِ وَالْفَرَائِضِ۔[44]

زیدؓ مدینہ منورہ میں قضا (فیصلہ کرنے)، فتویٰ دینے، قراءت قرآن اور علم فرائض (وراثت) میں ایک پیشوا (سردار) تھے۔

حضرت معیقیبؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کے خطوط و پیغامات لکھے۔ حضرت معیقیبؓ بن ابی فاطمہ الدوسی کے بارے میں ابن عبد البر "الاستعاب" میں لکھتے ہیں:

لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَكَتَبَ لَهُمَا مَعِيقِيبُ الدُّوسِيُّ مَعَهُ أَيْضًا۔[45]

(حضرت زید بن ثابتؓ) نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے لیے لکھا اور معیقیب دوسیؓ بھی ان دونوں کے لیے ان کے ساتھ لکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بھی خلفائے راشدینؓ نے حضرت معیقیبؓ کے مرتبے کو برقرار رکھا۔ انہیں مالی امور کا نگراں مقرر کیا گیا، یوں آپؓ کو بیت المال کا افسر بھی بنایا گیا اور کتابت (تحریری امور) کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔ اس طرح آپؓ بیک وقت مالی اور دفتری معاملات کی نگرانی پر مامور رہے۔

بیت المال کے خزانچی کا پیشہ:

عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ متعدد صحابہ کرامؓ بیت المال کے خزانچی تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بیت المال کی نگرانی اور اس کے انتظام کی ذمہ داری مختلف اصحاب کے سپرد تھی۔ خلفائے راشدین کے دور میں بیت المال کے نظام کو مزید منظم شکل دی گئی۔ ابن عبد البر "الاستعاب فی اسماء الاصحاب" میں حضرت عبد اللہ بن ارقم بن یغوثؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَقالَ خَلِيفَةُ بْنُ خَيّاطٍ لَمْ يَزَلْ عَبدُ اللهِ بْنُ الأَرْقَمِ عَلى بَيْتِ المالِ خِلافَةَ عُمَرَ كُلَّهاوَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلافَةِ عُثْمانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّى اسْتَعْفاهُ مِنْ ذلِكَ فَأَعْفاهُ۔[46]

عبد اللہ بن الارقمؓ خلافت عمرؓ کے پورے دور میں بیت المال کے نگران رہے اور خلافت عثمانؓ کے ابتدائی دو سالوں تک بھی اس منصب پر فائز رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس ذمہ داری سے معذرت کی تو حضرت

---

[44] العسقلانی، **الاصابہ فی تمیز الصحابہ**، 2/594۔

[45] ابن عبد البر، **الاستعاب فی معرفۃ الصحابہ**، 3/96۔

[46] ابن عبد البر، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، 1/260۔

AL-AASAR Journal Vol. 3, No. 1 (2026)
Quarterly Research Journal Online ISSN: 3006-693X
www. al-aasar.com Print ISSN: 3006-6921

عثمانؓ نے انہیں اس سے سبکدوش کر دیا۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں حضرت بلال بن رباحؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

وَكَانَ خَازِنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[47] حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے خزانچی بھی تھے۔

حضرت بلالؓ نہ صرف موذن رسول ﷺ تھے بلکہ خزانے کے امور اور اہل بیت خصوصاً ازواج مطہراتؓ کے نان و نفقے کا انتظام بھی انہی کے سپرد تھا۔ آپؓ نے مالی معاملات میں بے پناہ دیانت داری اور انصاف کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ خزانے کا ایک ایک درہم امانت کے ساتھ سنبھالا۔ ان کی یہ ذمہ داری ان کی اعلیٰ انتظامی صلاحیت، ایمان داری اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے

خلاصہ:

عہد رسالت ﷺ کا معاشرہ ایک متحرک اور منظم معاشرہ تھا جس میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی صلاحیت، ضرورت اور مہارت کے مطابق مختلف پیشوں سے وابستہ تھے۔ تجارت عہد رسالت ﷺ میں ایک اہم اور نمایاں ذریعۂ معاش تھی۔ قریش مکہ کے لوگ تجارتی قافلوں کے ذریعے شام، یمن اور دیگر علاقوں سے کاروباری تعلقات رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی بعثت سے قبل تجارت سے وابستہ رہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سمیت متعدد صحابہ کرامؓ تجارت میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کی تجارت دیانت، امانت اور حسن معاملہ کی مثال تھی۔ کاشتکاری اور باغبانی بھی معاشی زندگی کا اہم حصہ تھی۔ متعدد صحابہ کرامؓ کھیتی باڑی، باغبانی اور زمینوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں کھجور کے باغات اور زرعی زمینیں معاشی استحکام کا ذریعہ تھیں۔ انصارؓ نے مہاجرینؓ کے ساتھ اپنی زمینوں اور پیداوار میں تعاون کیا، جس سے اسلامی معاشرے میں باہمی ہمدردی اور معاشی کفالت کی مثال قائم ہوئی۔ اسی طرح صنعت و حرفت اور دستکاری میں بھی صحابہ کرامؓ کو مہارت حاصل تھی۔ بعض صحابہؓ لوہار، بڑھئی، درزی اور دیگر ہنر مند پیشوں سے وابستہ تھے، جبکہ بعض صحابہؓ کپڑے سینے اور دیگر دستکاری کے کام انجام دیتے تھے۔ تعمیرات کے شعبے میں بھی صحابہ کرامؓ نے مساجد، مکانات اور دیگر عمارات کی تعمیر میں حصہ لیا۔ عہد رسالت ﷺ میں طب، حلاق، جزار، لحام، حمال اور چرواہی بھی معروف پیشے تھے۔ اس طرح معاشرے کی مختلف ضروریات مختلف پیشوں سے وابستہ افراد پوری کرتے تھے۔ الغرض عہد رسالت ﷺ میں پیشوں کی تقسیم معاشرے کی ضروریات، افراد کی صلاحیتوں اور باہمی تعاون کی بنیاد پر قائم تھی۔ صحابہ کرامؓ نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مہارت حاصل کر کے اسلامی معاشرے کی معاشی بنیاد مضبوط کی۔

---

[47] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 1/326۔